ڈاکٹر محمد ارشد اویسی / میمونہ سبحانی

استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد /

استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

پنجاب آرکائیوز کا ارتقائی سفر

Dr Muhammad Arshad Awaisi

Department of Urdu, G C University, Faisalabad

Memuna Subhani

Department of Urdu, G C University, Faisalabad

The Evolution Of Punjab Archives

The Punjab government archives were established in 1924.It is the biggest and oldest archive in pakistan both in quality and quantity. it is necessary to recall the extra-ordinary and often unique reference value of the documentary,materials held by Punjab itself from the late eighteenth century to the present. These historical records are of immense assistance for the reseach scholars as well as students who are in pursuit of masters,M.Phil and Ph.d etc.This article is an over-view on evolution of Punjab archieves.

زندہ قومیں ہمیشہ اپنے اثاثوں کی حفاظت کرتی ہیں کیوں کہ قومی اثاثے ہماری تاریخی روایات کا حصہ ہوتے ہیں۔

ان اثاثوں کی وجہ سے کوئی بھی قوم اور تہذیب کے اصل سرمایے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاشی، معاشرتی اور ذہنی طور پر وہ کتنی پسماندہ اور روشن ہے۔ مسلمانوں نے بھی برصغیر پر ایک سو سال سے زائد عرصہ حکومت کی۔ اس دوران مسلمانوں کی تاریخ میں بھی مختلف موڑ آئے کبھی وہ اسلام پھیلانے والے علماء اور صوفیاء کرام کے روپ میں جلوہ گر ہوتے تو ہیں کبھی شعرا و ادب سے اپنی قابلیت کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی مسلمان کبھی محمود غزنوی اور محمد بن قاسم جیسے بہادر سپہ سالاروں کی بہادری کا بھیس بدل لاتے ہیں اور کبھی فتح حیدر اور ٹیپو سلطان کی شکست کا سبب جعفر اور صادق جیسے غداروں کی صورت میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے ایک معاشرتے میں رہتے ہوئے انسان کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہر گزرا ہوا امتحان ہماری زندگی کی تاریخ بن جاتا ہے۔ تاریخ کسی بھی قوم کی اسے کو پڑھنے سے اس قوم کی زندگی کے اتار اور چڑھاؤ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہر قوم اپنی تاریخی روایات کو روشن رکھنا چاہتی ہے اس لیے اس قوم کے ادیب و شاعر تاریخ کا الفاظ کا روپ دے کر اسے صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے ہیں اور کتابوں کی شکل میں محفوظ رکھتے ہیں۔

پاکستان میں بھی ایک ایسا ادارہ موجود ہے جس کا نام ''پنجاب پبلک آرکائیوز'' ہے اس ادارے میں وہ تمام دستاویزات محفوظ کیے گئے ہیں جن کی تاریخی دستاویزات کی مدت 25 سال یا اس سے زائد ہو۔ پبلک آرکائیوز سے مراد وہ تمام ریکارڈ ہے جس کی حیثیت مستقل، لائیفک، تاریخی اور قوم لحاظ سے تسلیم کی گئی ہو آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں آرکائیوز کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

A Collection of esp. public or corporate documents or records, the place where these are kept [۱]

اردو زبان وادب کے نامور محقق اور دانش ور ڈاکٹر جمیل جالبی کے مطابق

''وہ ریکارڈ یا دستاویز جسے کسی چیز کے ثبوت کے طور پر محفوظ کیا گیا ہو، مخطوطات یہ تقریباً ہمیشہ ہی جمع میں آتا ہے اور اس سے وہ دستاویزات یا ریکارڈ مراد ہوتے ہیں جن کا کسی خاندان، کارپوریشن، فرقہ، برادری یا قوم سے تعلق ہوتا ہے۔'' [۲]

فری ڈکشنری ڈاٹ کام پر آرکائیوز کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"A place or collection containing records documents, or other materials of historical interest, often used in the plural" [۳]

ان تعریفوں کی روشنی کے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کا سب سے قدیم ادارہ پنجاب آرکائیوز ہے۔ اس ادارے کی منظوری قانونِ مجریہ ۱۹۷۵ء میں منظور کرادی گئی اور باقاعدہ اس کی شق بنادی گئی۔

''(1) ایکٹ ہذا دستاویزاتی اشیاء کے تحفظ اور برآمدی انضباط ایکٹ مجریہ 1975ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(2) اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔'' [۴]

اس مقصد کو حل کرنے کیلئے ایک ''مشاورتی کمیٹی'' بنادی گئی۔ مشاورتی کمیٹی سے مراد وہ مشاورتی کمیٹی جسے حکومت پاکستان نے تشکیل دیا ہو اور وزارت تعلیم کے اعلامیہ نمبر 8-74/5۔ اے ڈی (دستاویزات) مورخہ ۱۰ جون ۱۹۷۴ء کے تحت معرض وجود میں آئی یا دیگر کوئی کمیٹی جسے وفاقی حکومت اس مقصد کے لیے تشکیل دے۔

مشاورتی کمیٹی کی منظوری کے بعد ناظم ایسی کسی بھی قدیم دستاویزی شے کو جو فروخت کی جا رہی ہو خرید سکتا ہے اور ایسی قدیم دستاویزاتی اشیاء کو جو کسی شخص یا ادارے کی جانب سے تحفتاً اور ہدیتاً پیش کی جائیں قبول کرسکتا ہے تاکہ قدیم قومی دستاویزات پاکستان میں انہیں محفوظ رکھا جاسکے۔

ایکٹ میں اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا کہ محکمہ تحفظات قدیم قومی دستاویزات، اس بات کا ذمہ دار ہوگا کہ سرکاری ریکارڈ اور دیگر تاریخی نوعیت نیز پاکستان کی قومی اہمیت کی قدیم دستاویزات کی ذخیرہ کاری کرے اور انہیں تحفظ دے۔ بشرطیکہ ایسی دستاویزات جن کی وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً وضاحت کرے، قدیم قومی دستاویزات کے علاوہ کسی اور جگہ رکھی جائیں۔ ۱۹۹۳ء کے ایکٹ مجریہ قانون میں بھی اس بات کو شامل کیا گیا۔

''(1) ایکٹ ہذا قدیم قومی دستاویزات ایکٹ مجریہ ۱۹۹۳ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(2) اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔'' [۵]

۱۸۳۸ء میں جب انگلستان میں ایکٹ منظور ہوا تو اس ایکٹ میں پبلک ریکارڈ آفس ایکٹ ۱۸۳۸ء کے تحت یہ

کوشش کی گئی کہ تمام قانونی ریکارڈ کو کسی ایک جگہ باضابطہ شکل میں لایا جائے۔ ماسٹر آف رولز کو یہ اختیار دیا گیا ان کی زیرنگرانی تمام دستاویزات کی مرمت وترتیب دی گئی۔ اس مقصد کے لیے چانسری میں واقع عمارت کو استعمال کیا۔ اس پرانی عمارت کے ساتھ ہی ایک نئی عمارت تعمیر کی گئی جس کو پبلک ریکارڈ آفس کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تقریباً تیس سال کی مدت میں یہ تمام قانونی ریکارڈ اس عمارت میں منتقل کردیا گیا۔ بعد میں لفظ ریکارڈ کی اصلاح کو وسیع معنوں لے لیا گیا اور تمام دفاتر کے ریکارڈ کو ماسٹر آف رولز کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ چنانچہ ایک حکم کے تحت ۱۸۵۲ء میں تمام دفاتر کے ریکارڈز کو ماسٹر آف رولز کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اس تمام ریکارڈ کو بھی پبلک ریکارڈ آفس میں جگہ دی گئی۔

اس کے بعد کوشش کی جاتی رہی کہ تمام ریکارڈز کو ضائع کرنے کی بجائے ریکارڈ کو محفوظ کرلیا جائے اس کے بعد ۱۸۷۷ء تک صورت حال قدرے بہتر ہوگئی۔ اور بہت سا ریکارڈ غیرضروری طور پر جمع ہوگیا۔ اس صورت حال کے حل کے لیے ''دی پبلک ریکارڈ آفس ایکٹ ۱۸۷۷ء'' نافذالعمل ہوا۔ اس کے تحت بھی ماسٹر آف رولز کو اختیار دیا گیا کہ وہ ایسے قوانین بنائے جس سے اس مسئلے سے حال تلاش کیا جائے۔ اس غیرضروری ریکارڈ کو تلف کرنے کی جدول سازی شروع کی جو پارلیمنٹ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کی گئی۔ اس مسئلے کا حل یہ نکالا گیا کہ ۱۶۶۰ء سے پہلے کہ کاغذات ودستاویزات شامل نہ کیے جائیں۔ چنانچہ اس تاریخ سے پہلے کے تمام ریکارڈ کو محفوظ تصور کیا گیا۔ ۱۸۷۷ء سے لے کر ۱۹۵۸ء تک تلف کرنے والے بہت سارے شیڈول وقتاً فوقتاً لیگل ریکارڈ کے سلسلہ میں بنائے جاتے رہے۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء اور ۱۹۹۸ء ناقابل عمل قرار دیے گئے اس کی جگہ ایکٹ ۱۹۵۸ء نافذالعمل ہوا۔ یہ نیا قانون گرگ کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں سامنے آیا جو کہ قانون اور محکمہ جاتی ریکارڈ سے متعلق ہے۔ اس قانون کا مقصد یہ معلوم کرنا نہیں تھا کہ کون سا رکھنا ہے اور کون سا تلف کرنا ہے بلکہ یہ کہ کون سا ریکارڈ رکھنا چاہیے اور باقی تلف کردینا چاہیے۔

حکومت پاکستان کی واضح ہدایات کی روشنی چند ایک مرکزی وزارتوں اور ان کے ماتحت اداروں پر اپنے ریکارڈ کو نیشنل آرکائیوز میں منتقل کرنا شروع کردیا تاہم بہت سی وزارتوں کا ریکارڈ ابھی محکمہ قومی دستاویزات میں منتقل نہیں کیا جاسکا۔ اس کی وجہ جگہ کی قلت تھی، اب یہ ادارہ اپنی عمارت میں منتقل ہوگیا ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ مرکزی وزارتیں اور ان کے ذیلی دفاتر اپنا اہم ریکارڈ جلد منتقل کرنا شروع کردیں گے۔ وہ تمام کاغذات جب تک اس ادارے میں رہتے ہیں جہاں ان کی تخلیق ہوئی ہو وہاں ان کی ضرورت ختم نہیں ہوتی۔ اس وقت ان کاغذات کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کاغذات اور فائلیں جن کی مزید ضرورت اس ادارے کو نہیں ہوتی ان کاغذات کو قومی ادارے میں منتقل کردیا جاتا ہے۔ یہ ریکارڈ ایک مقررہ مدت کے بعد آرکائیوز کہلاتا ہے اور پھر پبلک اس ریکارڈ کو دیکھ اور پڑھ سکتی ہے۔ اس ریکارڈ کو پھر کسی بھی تحقیقی کام کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں بھی بھارت اور انگلستان کی طرح 25 سے 30 سال بعد یہ ریکارڈ پبلک لائبریری کی طرح کام کرنے لگتا ہے اس کے بعد یہ ریکارڈ آرکائیوز بن جاتا ہے۔

پاکستان آرکائیوز جس کا موجودہ نام ''ہسٹاریکل ریکارڈ آفس پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز'' ہے اس کی عمارت پنجاب سول سیکرٹریٹ کے احاطے میں موجود بلند وبالا سفید گنبد والی دلکش عمارت مقبرہ، انارکلی کی ہے۔

> ''ماضی میں اس تاریخی عمارت کو مختلف مقاصد کے لیے استعمال کی جاتا رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ولی عہد شہزادہ کھڑے سنگھ نے مقبرہ انارکلی کو اپنی پرائیویٹ رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا۔ اس کے بعد اس عمارت کو ایک اطالوی جنرل وینٹورا (Ventura) جو رنجیت سنگھ کی آرمی میں ملازم تھا، اس نے اسے اپنی رہائش گاہ میں تبدیل کردیا۔ ۱۸۴۹ء کی کچھ عمارت کا حصہ بطور دفتر اور کچھ حصہ بطور سیکرٹریٹ ملازمین کی رہائش گاہ کے

لیے استعمال کیا۔ ۱۸۵۷ء کے اوائل میں اس عمارت کو باقاعدہ طور پر وقف کرتے ہوئے سینٹ جیمز چرچ کا نام دیا گیا تو مقبرہ انارکلی کو خالی کر دیا گیا۔ ۱۸۹۱ء میں پنجاب گورنمنٹ نے دوبارہ اس عمارت کو سیکرٹریٹ کا حصہ بنا کر یہاں اپنا ریکارڈ آفس قائم کیا۔ ۱۹۲۴ء میں اس ریکارڈ آفس کو ہسٹاریکل ریکارڈ آفس کا نام دیا گیا''۔(۶)

پنجاب آرکائیوز کے بانی پروفیسر گیرٹ ہیں۔ پروفیسر گیرٹ کا شمار عالم و فاضل لوگوں کی فہرست ہوتا ہے۔ پروفیسر ایچ ایل او گیرٹ، (H.L.O. Garrett) جنہیں پنجاب آرکائیوز کے پہلے ''کیپر آف ریکارڈ'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔

''پروفیسر گیرٹ ۱۶ جون ۱۸۸۱ء کو کیمبرج، انگلینڈ میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک اعلیٰ پائے کے استاد اور محقق کے تھے''۔(۷)

پروفیسر گیرٹ نے گونمنٹ کالج لاہور کی ۵۰ سالہ تاریخ مرتب کی۔ بطور مصنف و محقق یہ آپ کی پہلی تصنیف تھی بعد ازاں تحقیق کا یہ شوق پروفیسر گیرٹ کو پنجاب سیکرٹریٹ کے ریکارڈ آفس تک لے آیا۔ ۱۹۲۳ء میں پروفیسر گیرٹ نے اس کو خراب حالت میں پایا۔ یہ ریکارڈ آفس ایک سٹور روم کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ ۱۹۲۴ء میں پروفیسر گیرٹ کو حکومت ہند نے انڈین ہسٹاریکل ریکارڈ کمیشن کا رکن نامزد کیا ور ۱۹۹۵ء میں وہ پنجاب ریکارڈ آفس کے پہلے کیپر آف ریکارڈ، مقرر ہوئے پروفیسر گیرٹ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۶ء تک پنجاب ریکارڈ آفس میں بحیثیت کیپر آف ریکارڈ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان سالوں میں ریکارڈ جدید خطوط پر استوار ہوا۔ ریکارڈ کو اس کی اہمیت کے مطابق مختلف درجات میں تقسیم کیا گیا اور اس کے سالانہ انڈیکس تیار کیے گئے۔

پنجاب ریکارڈ آفس کا ریکارڈ ۱۸۰۹ء سے ۱۹۹۲ء تک کے دور تک محیط ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد دہلی اور ایجنسی کا ریکارڈ بھی لاہور منتقل کر دیا گیا اس وقت شمالی مغربی سرحدی صوبہ پنجاب کا ایک حصہ تھا اور اس علاقے کے صوبہ سندھ ۱۸۴۳ء میں سر چارلس نائبیر اور بمبئی ریزیڈنس کا حصہ بننے سے قبل اس کے تمام قدیم کاغذات بھی ہیں رکھے گئے۔ علاوہ ازیں بلوچستان میں قبائلی علاقوں کے تمام قدیم کاغذات بھی یہاں جمع ہیں۔ غیر منقسم پنجاب کے گورنر اور لیفٹینٹ گورنر جنہوں نے سیاسی شعبے میں ہندوستان ریاستوں کے ساتھ سیاسی اور روابط قائم کیے، ریاست جموں کشمیر، افغانستان، ایران اور بالخصوص مشرق وسطیٰ کا تمام ریکارڈ جو سیاسی روابط سے متعلق تھا یہیں محفوظ رکھا گیا۔ بنا بریں یہ ریکارڈ آفس ۱۸۰۹ء تک کی تمام تاریخی دستاویزات جو برصغیر پاکو ہند کے شمال مغربی حصے کے متعلق تھا۔ ایک انتظامی شعبے کی تمام دستاویزات بھی یہاں محفوظ کی گئی ہیں۔

پنجاب ریکارڈ آفس کے مینجمنٹ رولز بھی ۱۹۲۴ء میں بنائے گئے اور آرکائیوز کے دروازے طالب علموں اور محققین کے لیئے کھول دیئے گئے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ کے علاوہ اساتذہ نے بھی اس علمی خزانے سے استفادہ کیا۔ ملکی و غیر ملکی یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر اداروں سے بے شمار طلبہ و طالبات و محققین، سخن نواز تحریر تحقیق کے لیے اس خزانے سے استفادہ کر چکے ہیں۔ پنجاب آرکائیوز کے مخزن میں بے شمار قیمتی اور اہم دستاویزات و نوادرات ہیں۔

''جن میں فارسی زبان کی سب سے پرانی شاہجہان اور اورنگ زیب کے دور کی دستاویز یا کشمیر کی فروخت کی دستاویز، سرسید کے خطوط، مرزا غالب پنشن کیس، میوٹنی ریکارڈ، ہوم، پولیٹیکل، ایجوکیشن، جوڈیشنل، ریونیو ہیلتھ، پولیس، ایگری کلچر، فارسٹ لیجسلیٹو اور پنجاب کے دیگر شعبہ جات کا ریکارڈ اصل حالت میں محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب آرکائیوز سے منسلک سیکرٹریٹ لائبریری میں لاکھوں کتابیں ہیں جو محققین کو ان کے

موضوعات، مقالوں، کتب، آرٹیکل اور دیگر چیزوں کی ریسرچ کے مستند اور اصل ریکارڈ سے معلومات بہم پہنچاتی ہے۔''(۸)

تحقیق کے لیے بہت سے سکالر ایم۔فل اور پی۔ایچ ڈی کے لیے یہاں آتے ہیں۔جب کہ مختلف ادیب اپنی کتب کے تحریر کے لیے بھی آرکائیوز میں آتے ہیں اور اپنی گوناگوں صلاحیتوں کو یہاں موجود ریکارڈ سے بروئے لاتے ہیں۔ ان تمام اسکالرز کے علاقہ بے شمار تعداد محققین کی ایسی موجود ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے موضوعات پر ریسرچ کرنے کے لیے آرکائیوز کا رخ کرتی ہے۔تمام محقق اپنے شوق کی وجہ سے آرکائیوز میں موجود ریکارڈ سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔آج کل بھی یہاں کئی سکالرز یہاں موجود ریکارڈ سے مستفید ہو کر تحقیق کی دنیا میں نئے باب رقم کر رہے ہیں۔

۲۵ ستمبر ۲۰۰۳ء کو''گورنمنٹ آف دی پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ''(آرکائیوز ونگ) کی طرف سے باقاعدہ خط جاری کیا گیا پورے پنجاب کی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر کو اور پورے پنجاب کے پوسٹ گریجویٹ انسٹیوٹ کے ہیڈز کو کہ وہ اپنے طلبہ کو آرکائیوز میں بھیج سکتے ہیں اور اس سلسلے میں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔(۹)

آرکائیوز کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ قومی تاریخ کے دستاویزات کی حفاظت کی جائے اور محققین کی ان دستاویزات تک رسائی فراہم کی جائے تا کہ افہام و تفہیم میں آسانی ہو۔

پنجاب آرکائیوز کی سرپرستی میں آرکائیوز کے انتظامات کے حوالے سے ایک کانفرنس مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۷ء کو محکمہ امور ملازمت وانتظامات عمومی (GAD) کے کمیٹی روم میں منعقد ہوئی۔اس کانفرنس میں ڈاکٹر ضیاء الحق نے خطاب میں کہا کہ

''موجودہ زمانے میں قدیم دستاویزات نے بہت زیادہ اہمیت اختیار کر لی، انہوں نے کہا کہ تحقیق کے لیے اصل دستاویزات کا استعمال کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے، محققین اور طلبہ میں تحقیق کا نیا ذوق اور ولولہ پیدا کر دیا ہے''(۱۰)

پنجاب آرکائیوز میں نہ صرف قیمتی دستاویزات میں بلکہ اس میں ایک میوزیم بھی ہے۔جو پنجاب کی تاریخ و ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔اس میوزیم میں تاریخی دستاویزات، قدیم مہریں، پرانے سکے، پینٹنگز، مغل بادشاہوں کے فرمائین، اہم تاریخی خطوط اور جنگوں میں استعمال ہونے والا اسلحہ بھی نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔یہ برصغیر پاک و ہند میں اپنی نوعیت کا پہلا میوزیم ہے جہاں اس ادارے کے قیام سے لے کر اساتذہ اس عظیم علمی خزانے سے استفادہ کر رہے ہیں۔

''یہ میوزیم ۱۹۲۴ء میں گورنر پنجاب سرایڈورڈ میکلیگن اور سر ملیکم ہیلی کی تجاویز پر قائم کیا گیا''(۱۱)

اس میوزیم میں تاریخی اہمیت کی کل ۳۲ مہروں کو شیشے کے ایک شوکیس میں نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔مہروں کے علاوہ سکوں کی تاریخی اہمیت بھی پنجاب آرکائیول میوزیم سے ثابت ہوتی ہے۔

''یہ سکے اپنے اندر ایک عظیم تاریخ سموئے ہوئے ہیں اور تاریخ کے ایک اہم ماخذ کا درجہ رکھتے ہیں۔کیوں کہ تحریری ثبوت سے اس کے حکمران یا اس کے عہد سے کا علم نہ ہو سکے تو اس دور کے حالات وواقعات پر سے پردہ اٹھانے میں سکے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔چوں کہ سکہ ایک قومی دولت ہے اس پر کچھ ایسے حقائق وضع ہوتے ہیں جو کہ تاریخ کی راہیں ہموار کرنے میں مدد دیتے ہیں''(۱۲)

جہاں تک پنجاب آرکائیوز میں محفوظ سکوں کا تعلق ہے ان میں سونے اور چاندی کی دھاتوں سے بنے ہوئے سکے بھی محفوظ ہیں۔جن کا تعلق عہد سلاطین، عہد مغلیہ، سکھ عہد اور برطانوی عہد سے ہے۔یہ سکے اپنے اپنے ادوار کے نایاب سکے ہیں۔جن کو اشرفیوں کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

پنجاب آرکائیوز میں جہاں بہت سے تعمیری کام ہو چکے ہیں وہاں بہت سے تعمیری کام ابھی ہونا باقی ہیں۔ یہ تعمیری کام کچھ تین سالہ منصوبوں اور کچھ چھ سالہ منصوبوں کے تحت پایہ تکمیل کرنے کی کوشش جاری ہے۔

تین سالہ منصوبوں میں ویب پیج کی تشکیل کرنا، نایاب اور تاریخی کتب کی دوبارہ اشاعت، لائبریری فرنیچر اور سامان کی خریداری، مختلف النوع اشیاء کے اثاثے کو جمع رکھنے کا نظام اور اسے الماریوں میں رکھنے کی ترتیب بندی کرنا، پیشہ وارانہ سٹاف کی بھرتی، جرنل ڈیپارٹمنٹ ریکارڈ کی فہرست بندی پنجاب کی تاریخ سے متعلق مونوگراف جیسے منصوبے شامل ہیں۔

چھ سالہ منصوبوں میں ریکارڈ کی حالت کا جائزہ لینے کے لیے پاکستان کی پرانی لائبریوں کا سروے کرنا، پنجاب کی دوسری لائبریریوں میں رکھی گئی نایاب کتب کی سافٹ کاپی حاصل کرنا، پنجاب آرکائیوز میں رکھی گئی نایاب کتب کی عکس بندی، لائبریری کے لیے مناسب عمارت کی تعمیر، طلباء اور ریسرچ سکالرز کے لیے ڈیجیٹل لائبریری اور مائیکروفلمنگ کا قیام، ڈیجیٹل یونٹ اور مائیکروفلمنگ کی فراہمی جیسے منصوبے شامل ہیں۔

ان میں سے کچھ کام مکمل ہو چکے ہیں تاہم پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز کے لیے کوئی علیحدہ فنڈ مختص نہیں کیے گئے۔ فی الحال آرکائیوز ونگ کی مالیاتی ضروریات GAD کے ویلفیئر ونگ کے ذریعے پوری کی جاری ہے۔ جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے متناسب مالی امداد کی ضرورت ہے۔ گریڈ سولہ اور سترہ کی اسامیاں پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

پنجاب آرکائیوز کے قیمتی خزانے تک یونیورسٹی کے طلبا اور اساتذہ تک رسائی ممکن بنانے کے لیے ایک آزاد ویب سائٹ کی ضرورت ہے نیز ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ تحقیقی موضوعات کی فہرست یونیورسٹیوں کو فراہم کی جائے تا کہ باقی موضوعات پر تحقیق کو ممکن بنایا جاسکے۔

پنجاب آرکائیوز معیار اور مقدار کے لحاظ سے بہت بڑا ادارہ ہے۔ لیکن ابھی تک یہ مغل اور انگریز دور کی قائم کردہ عمارت میں پناہ گزین ہے۔ وقت آن پہنچا ہے کہ پنجاب ارکائیوز کے پاس اپنی بلڈنگ ہوتا کہ پنجاب آرکائیوز کے ریکارڈ کو مزید خستہ حالی سے بچایا جاسکے اور اس کی مزید نگہداشت اور بحالی کا ساماں کیا جاسکے۔

حوالہ جات

۱۔ Oxford English, Reference Dictionary, Judy Pearsall and Bill rumble, oxford University Press, P.68

۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی انگریزی اردو لغت، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء، ص ۱۰۲

۳۔ www.thefreedictionary.com/archieves

۴۔ دفعہ نمبر 1، قدیم دستاویزاتی اشیاء (کے تحفظ اور برآمدی انضباط) کا قانون مجریہ ۱۹۷۵ء ص ۱۰

۵۔ دفعہ نمبر ا، قدیم قومی دستاویزات ایکٹ مجریہ ۱۹۹۳ء۔ ص ۵

۶۔ اردونامہ اکتوبر ۲۰۰۸ء تا مارچ ۲۰۰۹ (سرورق کا اندرونی صفحہ) مجلس زبان دفتری پنجاب کا ترجمان رسالہ۔

۷۔ اکبر علی بھلر، سیکرٹری/ڈائریکٹر آرکائیوز، پروفیسر گیرٹ۔۔۔ پنجاب آرکائیوز کے بانی، شمولہ اردونامہ اپریل تا جون ۲۰۰۴ پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور۔ ص ۹

۸۔ Ashraf Ali, Tahaffuz-e-Destauwiz wa Kutab Khana Islamabad, 1993 P59-71

۹۔ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب (آرکائیوونگ) کی جانب سے پنجاب کی تمام جامعات کے پوسٹ گریجویٹ انسٹیوٹ کے سربراہوں کو یہ مراسلہ جاری کیا گیا کہ وہ اپنے سکالرز کو آرکائیوز کی طرف متوجہ کریں۔ مراسلہ نمبر PS/AA (GAD) Mir/2003

۱۰۔ کاشر عدیل، مدیر اردونامہ، اپریل تا جون ۲۰۰۸، پنجاب سول سیکرٹریٹ۔ ص 205

۱۱۔ شمیم اصغر جعفری، سیدہ، ریسرچ آفیسر آرکائیوز، پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز میں محفوظ قدیم سکے، مشمولہ، اردونامہ جنوری تا مارچ ۲۰۸ سول سیکرٹریٹ لاہور۔ ص 179

۱۲۔ ایضاً ص 180